بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں کافی سالوں سے یہ معمول ہے کہ فجر کی نماز کے بعد تمام نمازی ایک دوسرے سے مصافحہ و سلام کرتے ہیں، اس عمل سے ایک دوسرے نمازی کی خیریت معلوم ہوجاتی ہے، کچھ نمازی یہ کہہ رہے ہیں کہ کیا یہ عمل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے ثابت ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تو مصافحہ اورسلام کررہے ہوں، لیکن یہ عمل غیر شرعی اور بدعت ہو، اس لیے آپ شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمادیں کہ نماز کے بعد مصافحہ اور سلام کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب

ہر نماز کے بعد مصافحہ کرنا بالکل جائز و مستحسن ہے، بلکہ علماء ہر نماز کے بعد مصافحہ کو سنت فرماتے ہیں کہ مطلق مصافحہ کرنا سنت ہے اور نماز کے بعد مصافحہ کرنا بھی اس کا ایک فرد ہے۔ علماء فرماتے ہیں: جتنی بار ملاقات ہو ہر مرتبہ مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ نیز مصافحہ کرنے کے بہت سے فوائد ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: جب دو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان دونوں کی مغفرت ہوجاتی ہے، اسی طرح مصافحہ کرنے کی وجہ سے آپس کا کینہ ختم ہوتا ہے، جب تک مصافحہ کرنے والے ایک دوسرے کا ہاتھ چھوڑ نہیں دیتے، ان کے گناہ اس طرح جھڑتے رہتے ہیں، جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

بعض فقہاء نے فجر و عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کو بدعت کہا ہے، کیونکہ بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور اقدس میں نہیں تھا، بعد میں شروع ہوا۔ یہ خیال رہے کہ ہر بدعت قبیح نہیں، بلکہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: ایک بدعت حسنہ اور دوسری بدعت سیئہ، یعنی ہر بدعت بری نہیں ہوتی، بلکہ بعض اچھی بھی ہوتی ہیں، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں کسی چیز کا نہ ہونا، بدعت قبیحہ (بری بدعت) ہونے کو مستلزم نہیں، ورنہ بہت سی ایسی چیزیں جو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں نہ تھیں، وہ سب کے نزدیک درست ہیں، جیسا کہ وہ قرآن جو ہمارے لئے مشعل راہ، جس کا ماننا ایمان کی شرط ہے، اس پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں نہ تو نقطے تھے، نہ اعراب، نہ ایک جگہ پر جمع، بلکہ متفرق بغیر نقطوں، بغیر اعراب کے تھا، لیکن اس دور میں اس کی صورت ہر ایک کے سامنے ہے، تو کیا قرآن کا انداز ہمارے پاس بصورت بدعت سیئہ ہے؟ ہر گز نہیں، اسی طرح احادیث کی کتابت، باقاعدہ راویوں پر جرح و قدح کرنا، ان کے بارے میں کتابیں لکھنا، مساجد پکی بنانا، ان میں منبر و مینار ہونا، قرون اولی میں کہاں تھا؟ تو یہ سب بھی تو بدعت ہی ہیں، لیکن کوئی بھی مسلمان ان کو بدعت سیئہ و قبیحہ نہیں کہتا، بلکہ ہر مسلمان ان کو اچھی بدعت کہتا

ہے، جس طرح یہ سب اچھی بدعتیں ہیں، اسی طرح نماز کے بعد مصافحہ کرنا بھی اچھی بدعت ہے۔ نیز نماز کے بعد مصافحہ کرنے کو مسلمان جائز و مستحسن واچھا سمجھتے ہیں اور مسلمان جس کو اچھا سمجھتے ہیں، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں بھی ہے۔

جتنی مرتبہ ملاقات ہو، ہر بار مصافحہ کرنا سنت ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "مالقیته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قط إلا صافحنی"۔ یعنی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جب بھی حاضر ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے مصافحہ فرماتے۔ (سنن ابی داؤد، ج 2، ص 367، مطبوعہ لاہور)

مصافحہ کرنے والے دونوں مسلمانوں کے جدا ہونے سے پہلے مغفرت ہوجاتی ہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ما من مسلمین یلتقیان فیصافحان إلا غفر لهما قبل أن یتفرقا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ (جامع ترمذی، ج 2، ص 102، مطبوعہ کراچی)

مصافحہ کرنے سے کینہ دور ہوتا ہے، حضرت عطاء بن عبد اللہ الخراسانی فرماتے ہیں: "قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم تصافحوا یذهب الغل وتهادوا تحابوا وتذهب الشحناء" یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں مصافحہ کرو، کینہ ختم ہوجائے گا، اور ایک دوسرے کو ہدیہ دو، محبت پیدا ہوگی اور عداوت نکل جائے گی۔ (مؤطا امام مالک، ج 1، ص 559، مطبوعہ لاھور)

درمختار میں ہے: "تجوز المصافحة، لأنها سنة قدیمة متواترة لقوله علیه الصلوٰة والسلام: "من صافح أخاه المسلم وحرک یده تناثرت ذنوبه" واطلاق المصنف تبعاً للدرر والکنز والوقایة والنقایة والمجمع والملتقی وغیرها یفید جوازها مطلقاً ولو بعد العصر، وقولهم إنه بدعة: أی: مباحة حسنة کما أفاده النووی فی أذکاره وغیره فی غیره، وعلیه یحمل ما نقله عنه شارح المجمع من أنها بعد الفجر والعصر لیس بشیئ توفیقاً"۔ یعنی مصافحہ جائز ہے، اس لیے کہ یہ قدیم متواتر سنت ہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی، اس کے گناہ جھڑ جائیں گے "اور درر، کنز، وقایہ، نقایہ، مجمع، ملتقی وغیرہا کے اتباع میں مصنف نے بھی یہاں مصافحہ کا ذکر مطلق رکھا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصافحہ کرنا مطلقاً جائز ہے، خواہ بعد نماز عصر ہی کیوں نہ ہو، اور وہ جو بعض نے فرمایا ہے کہ یہ بدعت ہے، اس سے مراد بدعت حسنہ ہے، جیسا کہ علامہ نووی نے اپنی اذکار کے اندر اور آپ کے غیر نے اس کے علاوہ دوسری کتب میں ذکر کیا ہے۔ اور مجمع کے شارح نے جو نقل کیا ہے کہ فجر اور عصر کے بعد مصافحہ نہیں ہے، اس کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا۔

"لقوله علیه الصلوٰة والسلام" کے تحت ردالمحتار میں ہے: "کذا فی الهدایة وفی شرحها للغینی، قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "إن المؤمن إذا لقی المؤمن فسلم علیه وأخذ بیده فصافحه تناثرت خطایاهما کما یتناثر ورق الشجر" رواه الطبرانی والبیهقی۔ قوله: (کما أفاده النووی فی أذکاره) حیث قال: "اعلم أن المصافحة مستحبة عند کل لقاء، وأما ما

اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا أصل له في الشرع على هذا الوجه، ولٰكن لا بأس به، فإن أصل المصافحة سنة۔۔۔" قال الشيخ ابو الحسن البكری وتقییده بمابعد الصبح والعصر علی عادة کانت فی زمنه والا فعقب الصلوات کلها کذلک، کذافی رسالة الشرنبلالی فی المصافحة، ونقل مثله عن الشمس الحانوتی، وأنه أفتی به مستدلاً بعموم النصوص الواردة فی مشروعیتها وهو الموافق لماذ کره الشارح من إطلاق المتون۔" **یعنی: اسی طرح ہدایہ اوراس کی شرح غینی میں ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن جب دوسرے مومن سے ملاقات کرتا ہے اوراس کو سلام کرتا ہے اوراس کے ہاتھ کو پکڑتا ہے پھر اس سے مصافحہ کرتا ہے توان دونوں کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں" اس کو طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ مصنف کا قول (جیسا کہ علامہ نووی نے اپنی اذکار کے اندر ذکر کیا ہے)، انہوں نے فرمایا: "جان لے کہ مصافحہ ہر ملاقات کے وقت مستحب ہے، اور یہ جو لوگوں میں صبح اور عصر کی نماز کے بعد رائج ہے، اس کی اس طور پر کوئی اصل نہیں ہے، لیکن اس مصافحہ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اصل مصافحہ سنت ہے۔۔۔" شیخ ابوالحسن البکری فرماتے ہیں: امام نووی نے بعد فجر وعصر کی قید کے ساتھ مصافحہ کا ذکر اس لئے فرمایا کہ ان کے زمانے میں یہی رائج تھا، ورنہ بعدِ فجر وعصر کی طرح تمام نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ہے، اسی طرح رسالہ شرنبلالی میں مصافحہ کے باب میں ہے، اوراس کی مثل علامہ شمس الحانوتی سے نقل کیا گیا ہے، اورانہوں نے بھی یہی فتوی دیا ہے، مصافحہ کی مشروعیت میں جو نصوص وارد ہوئی ہیں، ان سے استدلال کرتے ہوئے اس کا جواز بیان کیا ہے، یہی موافق ہے اس کے جو کہ شارح نے متون کے اطلاق سے بیان کیا ہے۔ (الدرالمختار مع الردالمحتار، جلد9، ص628، مطبوعہ پشاور)**

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: "کذاتطلب المصافحة فهی سنة عقب الصلوات کلها وعند کل لقی" **ترجمہ: اس طرح مصافحہ بھی مطلوب ہے، بلکہ یہ توتمام نمازوں کے بعداورہر ملاقات کے وقت سنت ہے۔** (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص530، مطبوعہ کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "صحیح یہ ہے کہ مصافحہ بعد نماز مباح ہے، نص علی تصحیحه العلامة الخفاجی فی نسیم الریاض۔" (فتاوی رضویہ، ج06، ص640، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: "مصافحہ سنت ہے اوراس کا ثبوت تواتر سے ہے اوراحادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں یہ ہے کہ: "جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اورہاتھ کو حرکت دی اس کے تمام گناہ گرجائیں گے"۔ جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ **مطلقاً مصافحہ کا جوازیہ بتاتا ہے کہ نماز فجر وعصر کے بعد جواکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے** اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا ہے اس سے مراد بدعتِ حسنہ ہے۔ جس طرح فجر وعصر کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے، دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے،

کیونکہ اصل مصافحہ کرنا جائز ہے تو کسی وقت بھی کیا جائے، جائز ہی ہے، جب تک شرع مطہر سے ممانعت ثابت نہ ہو"۔ (بہار شریعت ج 3، ح 16، ص 470، 471، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ہر بدعت گمراہی نہیں ہوتی، سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث پاک، "کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار" کے تحت فرماتے ہیں: "جو بدعت کہ اصول اور قواعد سنت کے موافق اور اس کے مطابق قیاس کی ہوئی ہے (یعنی شریعت و سنت سے نہیں ٹکراتی) اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو اس کے خلاف ہے، وہ بدعت گمراہی کہلاتی ہے"۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص 125، مطبوعہ ملتان)

نماز کے بعد مصافحہ کرنے کو مسلمان جائز و مستحسن و اچھا سمجھتے ہیں اور مسلمان جس کو اچھا سمجھتے ہیں، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے، مشکوۃ شریف کی ایک حدیث پاک میں مروی ہے: "عن ابن مسعود ما رأہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن وفی حدیث مرفوع ولا تجتمع أمتی علی الضلالۃ"۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور حدیث مرفوع میں ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔ (مشکوۃ شریف، ص 33، مطبوعہ کراچی)

اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان جس کو ثواب کا کام جانیں، وہ عند اللہ بھی کار ثواب ہے۔ نیز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت مقرر فرما کر فرمایا: "نعمت البدعۃ ھذہ"۔ یہ تو بہت ہی اچھی بدعت ہے۔ (مشکوۃ شریف، ص 115، مطبوعہ کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد نوید چشتی عطاری مدنی

فتوی نمبر: Pin-7400

تاریخ اجراء: 19 رجب المرجب 1445ھ / 31 جنوری 2024ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net